

خوشن ذوق قاری کے لیے
اسن ملاء کی حنا صحن کشائی
وسیلہ قانون



میں نے کہا ایک نکتہ، خوب صورت اور عبرت سمانہ تقریر پڑھیں

ایک محبت کرنے والے کے کہنے جو ایک حسینہ و جلیلہ بیوہ کا شوہر تھا

میری سب سے عزیز چیز چھینا جاتا تھا مالا کو وہ چیز ہے کم عمری زندگی
میں بچہ سے کوئی نہیں چھین سکتا۔ وہ میری بیوی میری محبوبہ میری کو مال کرنا
پاتا تھا لیکن وہ میری کو مال نہیں کر سکتے گا کیونکہ وہ بچہ نہیں ہو سکتے گی میں
زندہ رہوں گا۔

پال تاریکی میں فرش پر بے وس حرکت پڑا ہوا تھا۔ اُس نے فیصلہ
کیا کہ وہ ملاء کو نکلت دینے کے لیے کوئی بہترین طریقہ اختیار کرے گا۔ اُسے
اُس کے مجرم سے کوئی فائدہ ملال نہیں رہنے دے گا۔ پال نے ایک بار پھر...

پال منہ نہیں جاتا تھا۔ اُسے دنیا کی اکثر نعمتیں میری تھیں۔ زندہ رہنے
کے لیے اُس کے پاس بہت کچھ تھا۔ پال میں زندگی کی خود کش
بہت بڑھست تھی مردہ ملاء آدھ لگ لگ اُس کا کام تمام کر دیتی کیونکہ وہ اُس کے
دھڑکتے ہوئے دل کے مین نیچے پیوست ہوئی تھی۔ زندگی کی شدید خواہش
پال کو موت کے دہانے سے کھینچ لاتی تھی۔ اُس نے سوچا میری سانس اب
یہ پال ہی ہے میرا دل اب بھی دھڑک رہا ہے۔ میری قوت ارادی ناقابل
نکست ہے۔ ملاء کو نے تو اپنی دانست میں مجھے ہلک کر دیا تھا۔ وہ مجھ

سب نگ

عَجِيبُ اِتِّفَاقٍ نَحْنُ كَمَا اِنْ شَمَارُنَا كَا اَعَاذَ نَسِيٍّ كَلْفُورَةٍ كَلِيٍّ اَيْ كَمَا اِنْ اَشْرَفْنَا اَلْمَخْلُوقَاتِ نَحْنُ هُوَا
ہے، اختتام بھی انھی کی ایک کہانی پر ہو رہا ہے۔ وہی اس کا موضوع ہے جو اب سب کی ترخیر و تروٹ کا
خاصہ بن چکا ہے۔ خاص کہانیوں کے سبب صفحات خاصے کی کہانیوں کے لیے مخصوص ہیں جن کا
نشر دیر پا اور جن کا اثر سینئر سوز ہوتا ہے۔



سے سوچا کہ وہ موت کو برابر شکست دیتا ہے گا اور مرنے سے قطعی انکار کرے گا۔

کے؟ مجھ میں اُسے کیا خوبی نظر آئی تھی؟ وہ خوب صورت ہونے کے علاوہ ذہین
اور تعلیم یافتہ بھی ہے۔ وہ چاہتی تو اُسے مجھ سے کہیں زیادہ بہتر شوہر مل
سکتا تھا۔ پال شیریں سے بارہ سال بڑا تھا اور اُسے یہ غلط فہمی نہیں تھی کہ وہ
کوئی دھبیہ مر ہے، اس کے علاوہ دوسری جنگ عظیم میں وہ بڑی طرح
زخمی بھی ہوا تھا اگرچہ اب وہ تن و دست تھا لیکن اُس کے سر پر چاندی کے تار
تو موجود تھے اور ایک ٹانگ کی ٹکڑا ہٹ بھی دو سے نظر آتی تھی۔ یہ باتیں
سوچتے سوچتے اُس نے گھبرا کے اپنا اور شیریں کا موازنہ ترک کر دیا۔
پال شیریں کا بے حد خیال رکھتا تھا۔ وہ اُس کے ساتھ ہمیشہ نرمی اور
محبت سے پیش آتا تھا۔ وہ ایک کامیاب عداوتی فحشہ ساز تھا۔ ٹلڈی سے
پہلے اُسے ایک بہت بڑا تعمیراتی منصوبہ مل گیا تھا۔ خوش قسمتی اُس کے ساتھ
تھی۔ تعمیراتی منصوبے سے اُسے بے حساب دولت مال ہو گئی اور وہ سال
پر مکان بنا کر فراغت کی زندگی گزارنے لگا۔

اُس کی بیوی نہایت انہماک سے نائنٹ تیار کر رہی تھی۔ پال بے تاب
ہو کر باورچی خانے پہنچا اور شیریں کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ اُس نے اپنی ہتھیلیوں
آہستہ آہستہ کے ساتھ دونوں طرف سے شیریں کی کمر تمام لی۔ اُسے احساس ہوا کہ ایسی
حالتیں وہ بہت بدسلوکی سے کرتا ہے۔ اُس نے یہ احساس لفظوں میں چھپانے
کی کوشش کی۔ شیریں امیری روح! بہت محنت کر رہی ہو میں تمہارا شکریہ ادا
کرتا ہوں مجھے مجھے تم سے شدید محبت ہے۔ یہ الفاظ مکمل صداقت
پر مبنی تھے مگر طفلانہ تھے اس لیے پال کے دہرے جسم اور بے چوڑے قد
کی وجہ سے غیر نظری معلوم ہوئے۔

شیریں کافی بنائے ہوئے ہوتی۔ پال! یہ مت کہو کہ تمہیں مجھ سے شدید
محبت ہے بلکہ یہ کہو کہ تم اپنی کشتی کے بعد سب سے زیادہ مجھ سے محبت کرتے
ہو۔ کشتی پہلے میں بعد میں۔

ایسا نہ کہو بیاری! پال نے احتجاج کیا۔ تمہارا یہ اندازہ غلط ہے میں
تمہیں اپنی کشتی کیا، اپنی جان سے بھی زیادہ چاہتا ہوں۔ شیریں کھل کھلا کے
نہیں دی۔ پال منفعیل سا ہو گیا۔

باہر روٹر کا بالڈن بجا۔ چند لمحوں بعد اُس کے چاروں دوست بے تحاشی
سے باورچی خانے میں پہنچ گئے۔ وہ سب مزدوروں جیسا لباس پہنے ہوئے
تھے اور سب کے ہاتھوں میں ایک ایک چھوٹا سوٹ کیس تھا۔ ڈاکٹر ایم ایک
مشہور مرجن تھا، اُس کے بال سفید ہونے لگے تھے لیکن وہ محنت مند خوب رو

یہ سوال پال کو اکثر پریشان کرتا تھا کہ آخر شیریں نے مجھ سے کیوں فساد

وہ ہفتے واری تعطیل بھی گزشتہ تعطیلات کی طرح شروع ہوئی تھی۔

پال کا مکان سمندر کے کنارے واقع تھا۔ اُس کے چاروں دوست معمول کے
مطابق سینچر کی صبح اُس کے مکان پر پہنچ گئے۔ چاروں ایک ہی کار میں آئے
تھے۔ اُن کے نام تھے جم ٹوٹی، میکس اور ہرنیٹ۔ وہ ہر سینچر کی صبح پال کے
گھر پہنچ جاتے تھے اور انوار کی رات تک وہیں بیٹھتے تھے۔ یہ دور روزہ پال
کے ساتھ کشتی بنانے میں گزارتے تھے۔ وہ پانچوں مختلف طبیعتیں رکھتے
تھے اور مختلف پیشوں سے منسلک تھے۔ مرن کشتی بنانے کا شوق اُن کا مشترک
مشغلہ تھا اسی لیے وہ ہر ہفتے پال کے گھر جمع ہونے پر مجبور تھے۔
حسب معمول سینچر کی صبح وہ نائنٹ سے پہلے ہی پال کے ہاں پہنچ
گئے۔ پال کی نوجوان اور پرکشش بیوی شیریں فوراً اپنے شوہر اور اُس کے
دوستوں کے لیے نائنٹ تیار کرنے میں جُٹ گئی۔ پال اُسے ہند بیک کی نگاہ
سے دیکھتا رہا۔ وہ اپنی بیوی کو تن دہی سے کام کرتے ہوئے دیکھتا تو اُسے بہت
آسودگی ملتی تھی۔ شیریں کا بدن سانپ کے پھیلا ہوا تھا۔ دل نواز نقش و نگار
متناسب اعضا، فرحت بخش جسم اور چمک دار آنکھیں۔ اُس کے شہدنگ بال
کونوں میں اس طرح چمکتے تھے جیسے سونا پگھلا کر شیش میں تبدیل کر دیا گیا ہو۔
شیریں کمر سے اونچا سفید بلاؤڈ پہنے ہوئے تھی۔ بلاؤڈ کے نیچے سفید رنگ
کی چست تپلون تھی۔ تپلون کے پانچ گھنٹوں تک کمرے ہوئے تھے۔ سکون
بازو پیٹ اور پنڈلیاں شیریں کے یہ اعضا برہنہ تھے۔ سوچ کی تازت سے
اُس کی جلد تانے بستی ہو گئی تھی۔ سفید چست لباس میں حسین و جمیل شیریں بہت
چمک رہی تھی۔ پال نے اُسے عورت سے دیکھتے ہوئے سوچا، شیریں کو اتنا مختصر
لباس نہیں پہننا چاہیے تھا۔ اسے معلوم تھا کہ یہ سب دوست آنے والے
ہیں اس لیے کوئی ڈھیلا ڈھالا لباس بہن لیتی۔ پال کا ذہنی سکون چند لمحوں
کے لیے دہم دہم ہو گیا لیکن جلد ہی اُس نے اپنے چھپے ہوئے اندیشہ ذہن
سے ہٹک دیے۔ اُسے خیال آیا کہ گری کا موسم ہے اور اُس کا مکان سمندری
مال پر واقع ہے اور اگر کوئی محنت شیریں کے برابر حسین ہو تو اُسے اپنے
عُش پر فخر کرنے کا حق پہنچتا ہے۔ شیریں نے مختصر لباس پہن لیا ہے تو
تعب کی کیا بات ہے۔

کی ماہر۔ پال کو احساس تھا کہ اس کے دوست شیریں کو پسند کرتے ہیں۔ خوب صورت عورت کو کون پسند نہیں کرتا اور خوب صورتی کے علاوہ اگر وہ کھانے بھی عمدہ پکاتی ہو تو ظاہر ہے لوگ تعظیمات اس کے گھر کے بجائے اپنے گھر میں پکیوں گزریں گے۔ خوب صورت عورت کی موجودگی تعظیم کا لطف دو بالا کرتی ہے۔ نیز عورت کی موجودگی میں مرد بہت سے کام کرنے سے بچ جاتے ہیں لیکن پال یہ تصور تک نہیں کر سکتا تھا کہ اس کے دوست اس کی بوی سے محبت کرتے ہوں گے۔ پسند کرنا اور بات ہے محبت کرنا اور بات۔ پسند بیگ قابلِ فہم جذبہ ہے اسے عشق و محبت کا رنگ دینا پال کیلئے ناممکن تھا۔ کبھی کبھی وہ یہ سوچتا کہ جم اور مرچٹ ہر سچر اور اتوار کو پابندی سے اس کے پاس آتے ہیں ان کی بیویاں اس بات پر محبت اعتراض کرتی ہیں گی۔ پال یہ جاننا چاہتا تھا کہ جم اور مرچٹ کی بیویاں اس معاملے میں کیا سوچتی ہیں لیکن اس نے ان سے کبھی یہ بات پوچھنے کی جرأت نہیں کی تھی کیونکہ یہ ایک بہت ذاتی سوال تھا۔ اس کے علاوہ ٹونی کی خوب صورت محبوباؤں کا ذکر اکثر ہوتا تھا۔ یہ محبوبائیں تخلیقی نہیں ہو سکتی تھیں کیونکہ ٹونی خوب روٹی اور دجا بہت کا شاہکار تھا اور غالباً اسی لیے ایک کامیاب سیلزمن تھا اس کی آمدنی بے حد معقول تھی، اس کے باوجود وہ سچر اور اتوار اپنی محبوباؤں کے ساتھ نہیں گزارتا تھا۔

میکس میزائل بنانے والے ادارے کا ایک اہم افسر تھا لیکن وہ سچر اور اتوار کو کبھی غیر حاضر نہیں رہا۔ کیا واقعی اسے شامل اور کشتی سے اتنی محبت ہے؟ یہی حال ڈاکٹر جم کا تھا۔ وہ ایک کامیاب سرجن تھا لیکن کبھی غیر حاضر نہیں رہا۔ کیا کسی سرجن کو نگہبانی حالات میں سچر اور اتوار کو آپریشن نہیں کرنے پڑتے؟ لیکن ڈاکٹر جم ان دونوں میں کبھی آپریشن نہیں کرتا تھا۔ پال کو اپنے خیالات پر بے اختیار ہنسی آگئی۔ آخر ان سب باتوں سے ثابت کیا جاتا ہے؟ اگر یہ لوگ میری بوی کو پسند کرنے ہیں تو کرنے دو۔ اس میں ان بے جاؤں کا کیا قصور ہے۔ شیریں ہے ہی اتنی خوب صورت کہ اسے دیکھا جائے، بار بار دیکھا جائے اور دوسروں کے سامنے چہ نظروں سے دیکھا جائے۔ پال اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کر سکتا تھا کہ جب دوسرے مرد شیریں کو پسندیدگی سے دیکھتے ہیں تو اسے بہت آسودگی حاصل ہوتی ہے۔ شیریں اس بات کا ثبوت تھی کہ پال عورتوں کے معاملے میں اعلا ذوق رکھتا تھا۔ اسے یہ سوچ کر تسکین پہنچتی تھی کہ وہ شیریں جیسی عورت کو اپناتے ہیں کہ پال ہو گیا۔ اسی عورت کو دنیا کا کوئی مرد کسی بھی قیمت پر حاصل کرنے سے قانع نہ رہتا۔ پال کو معلوم تھا کہ اس کے دوست اسے رشک سے دیکھتے ہیں کیونکہ وہ اپنے پیشے میں بھی بہت کامیاب ہے، ایک خوش فہم سامی مکمل کا بھی مالک ہے اور ایک ایسی بوی کا شوہر ہے جو انسانی خوب صورت ہے۔ انسانی پرکشش ہے اور کھاتے بھی بہت عمدہ پکاتی ہے۔ پال نے

اور شادی شدہ تھا۔ مرچٹ چکر چکر سے کسی کمپنی میں اعلا عہد دار نظر آتا تھا اور واقعی وہ ایک تجارتی ادارے کا بڑا افسر تھا، اس کی بھی شادی ہو چکی تھی۔ میکس ایک دہلا پتلا بلند قامت شخص تھا، وہ امریکہ کے ایک اہم ادارے میں ملازم تھا، میزائل بنانے والے ادارے میں۔ اس کی شادی نہیں ہوئی تھی۔ ٹونی سب سے کم عمر خوش شکل اور کھلنڈا نوجوان تھا۔ اسے برطانیہ میں سب سے زیادہ خوش ظاہر کرنے کی عادت تھی، وہ ایک تجارتی ادارے کا کامیاب ترین سیلزمن تھا۔ چارلس دوست میز پر بیٹھ گئے وہ بھوکے تھے ناشتے کی طلب ان کے چہرے سے عیاں تھی۔ یہ ان کا معمول تھا۔ ڈاکٹر جم اور مرچٹ شادی شدہ ہونے کے باوجود شیریں کا بنایا ہوا ناشتہ اپنے گھروں کے ناشتے سے زیادہ پسند کرتے تھے۔ مرچٹ نے حریفانہ نظروں سے باورچی خانے کی طرف دیکھتے ہوئے پال سے کہا: تم بہت خوش قسمت ہو پال!

پال نے جواب دیا: ہاں مجھے معلوم ہے کہ میں بہت خوش قسمت ہوں لیکن تمھارا اشارہ میری خوش قسمتی کے کس پہلو کی طرف ہے؟
تم ہر وقت شامل پرستہ ہو۔ میری تنخواہ معقول ہے مگر میں بیک دوشی سے ملے شاملی قیام گاہ کے اخراجات برداشت نہیں کر سکتا اور جب میری بیک دوشی کا زائدہ آئے گا، اس وقت لمبڈھا ہو چکا ہوں گا۔
متم شامل ایک قلم پٹے سے منسلک ہو مرچٹ! پال نے کہا: تیلر مشورہ ہے کہ تم شامل پر ایک ہٹل کھول لو۔ مرچٹ خاموش رہا۔
ٹونی نے پال کی طرف دیکھتے ہوئے اپنے دوستوں سے کہا: یہ شاملی قیام گاہ کے علاوہ سب معاملات میں بھی خوش قسمت ہیں۔
مثال کے طور پر؟ پال نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔
مثال کے طور پر آپ کی خوب صورت بوی۔ ایسی خوب صورت بوی خوش قسمت ہی کہلاتی ہے۔

ٹونی! شیریں باورچی خانے سے باہر نکل آئی تھی۔ اس نے اعتراض کیا: تم ہر وقت درجنوں خوب صورت لڑکیاں چھوڑ کے یہاں آتے ہو۔ ان میں سے ہر لڑکی تمھارے ساتھ تعظیمات کرنے کی تیار رکھتی ہے پھر بھی تم ایسی باتیں کر رہے ہو۔
دوست ہے لیکن ان میں سے کوئی بھی لڑکی تمھاری طرح خوش فہم کھانے کھانے نہیں پکا سکتی۔
پال کے دوست جمع ہوتے تو ان کے اور شیریں کے درمیان اکثر ایسی لڑکچہ باز باتیں ہوتی۔ اس لوگ جھونک میں پال کو بہت لطف آتا تھا۔ وہ سب ٹیکس مند رہی ہوا اور گرم دیت سے محبت کرتے تھے۔ ان کی رائے یہ تھی کہ شامل کی چھ سکون جنت شہر کی ہنگامہ خیز زندگی سے بے جا بہتر ہے ساتھ ہی انھیں کشتی بنانے اور کشتی چلانے سے عشق تھا نیز تعظیمات پال کے گھر لانے میں ایک شش اور تھی، صین اور مل کش شیریں خوش فہم کھانوں

اپنے دوستوں کو مخاطب کیا۔ کیا خیال ہے اب کام شروع کیا جائے؟ وہ سب ہاشمہ کرچکے تھے۔ تمام پلیٹیں خالی تھیں۔

”ایک بات سمجھ میں نہیں آئی پال! میکس نے کہا اگر تم بختے جبروزاد صرف چند گھنٹے اس کشتی پر کام کرتے تو یہ کب کی تیار ہو چکی ہوتی اور آج ہم سمندر میں کشتی رانی کے مزے اڑا رہے ہوتے۔“

”متنا مزہ کشتی چلنے میں آتا ہے اتنا ہی کشتی بنانے میں بھی آتا ہے۔“ پال نے جواب دیا۔ یہ ہم سب کی مشترکہ کشتی ہے۔ میں تم لوگوں سے کشتی بنانے کا لطف چھیننا نہیں چاہتا۔“

پانچوں دوست اور ازارا اٹھا اٹھا کے باہر چلے گئے اور کام شروع ہو گیا۔ سورج آہستہ آہستہ بلند ہوتا رہا۔ ہوا گرم ہوتی گئی۔ دوپہر کا کھانا انھوں نے کھلی ہوا میں کھایا کھانے میں بے حد لذیذ سینڈویچز تھے سلاڈ تھا اور ٹھنڈی چائے تھی۔ سب بھوکے بھڑلویں کی طرح کھانے پر ٹوٹ پڑے۔

پال نے مسکراتے ہوئے کہا: میں آئندہ تم لوگوں سے کھانے کی قیمت لیا کروں گا۔“

”تم بہت دولت مند ہو“ ڈاکٹر جم نے کہا۔ ہم پر تھا سہ جوا فرا جاتے ہوئے ہیں ہمیں سن کی کوئی پروا نہیں ہے مجھے تو بے چاری شیریں پر دم آتا ہے۔ سینچر اور اتار کو اس کا گھر بول بن جاتا ہے۔“

شیریں نے خوش اخلاق سے کہا: آپ لوگوں کے ساتھ وقت اچھا گزار جاتا ہے۔ بختے بھرتو میں لہو ہوتی رہتی ہوں۔“

پال نے سوچا، اچھا تو میری بیوی میرے دوستوں کو یہ بتا رہی ہے کہ وہ بختے بھراپنے شوہر کے ساتھ بختے بھرتے بد ہو جاتی ہے۔ پال کو اس تھا کہ اس کے دوستوں کی آمد سے شیریں پر کا کا بوجھ بہت بڑھ جاتا ہے اسے یہ بھی معلوم تھا کہ شیریں کو وہ کوشش بنانے سے دلچسپی ہے نہ چلانے سے اس لیے اگر وہ اس کے دوستوں کی میزبانی کرتی ہے تو فرض پال کی وجہ سے۔

ایک ابھی بیوی اپنے شوہر کے مشغلوں میں کبھی مداخلت نہیں کرتی بلکہ اپنے شوہر کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔ بے شک شیریں ایک اچھی بیوی ہے۔

کھانے کے بعد وہ لوگ دوبارہ ساحل پر پہنچ کر کشتی بنانے لگے۔ ان سب اپنی پسند سے اپنے اپنے کام تقسیم کر لیے تھے۔ بہرہ بردن کا گرم ترین حصہ ہوتا ہے کوئی تین بجے پال نے شیریں کو مکان سے باہر نکلتے ہوئے دیکھا۔ وہ پیرا کی کا سفید اور سب سے مدھپت لباس پہنے ہوئے تھی۔ اس کے سر پر تنگن کا ہیٹ تھا۔ میٹ کے کنارے وہ کتا سے دھوپ میں چسپاں رہا۔

کے ہوئے تھے۔ پال نے اپنے ہاتھ نہیں رکھے وہ کام کر رہا تھا اور کن انکھیں سے شیریں کو دیکھتا رہا۔ پھر اچانک اسے احساس ہوا کہ اس کے دوست بھی چوہ نظروں سے شیریں کا ترشا ہوا بدن اور دھوپ میں تھمایا ہوا حسن دیکھ رہے ہیں۔ یہ احساس نہایت اذیت انگ تھا۔ ایسے موقعوں پر وہ اپنے دوستوں

اور اپنی بیوی کے تعلق پر تمدت سے غور کرنے لگتا تھا۔ اس کے ذہن میں بڑے بھیاں سولات ابھرتے تھے۔ آخر شیریں کو پیرا کی کا اتنا مختصر لباس پہننے کی کیا ضرورت تھی، اس لباس کا تو موزانہ ہونا برابر ہے۔ پھر آج ہی پیرا کی کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ پیرا کی کا شوق وہ باقی بچی دلوں میں بھی پورا کر سکتی ہے۔ وہ بچی نہیں ہے ایک ذہین اور پرمی کھی عورت ہے۔ اسے معلوم ہو گا کہ اس کے حسن اور شباب کا مقصد بیک وقت لہو چل رہا ہے۔ اس وقت وہ تقریباً بارہنہ ہے۔ اسے خیروں کے ماننے اس طرح نہیں آنا چاہیے۔ یہ لوگ میرے دوست ہیں تو کیا ہوا، شوہر اور شوہر کے دوستوں میں بہت فرق ہوتا ہے۔ خصوصاً کسی عورت کا معاملہ ہو تو دوستی کے تمام رشتے۔۔۔ یہ سوچتے سوچتے اچانک اس کا ضمیر جھرم بن گیا۔ شیریں پولے دلوں تک ایک زرخیز غلام کی طرح اس کے دوستوں کی خدمت کرتی ہے۔ وہ بڑی طرح تھک جاتی ہوگی اس لیے اگر آرام کے لیے کچھ وقت نکالتی ہے تو کیا اس پر اعتراض کرنا ظالم نہیں ہے؟

شیریں کو یقیناً اس کا حق پہنچتا ہے۔ یہ سوچتے کے باوجود پال ساحل پر شیریں کی موجودی نظر انداز نہیں کر سکا۔ اس کی آنکھیں اپنے کام پر مچی ہوں تھیں لیکن اس کا ذہن شیریں کے تقریباً بارہنہ بدن میں الجھا ہوا تھا شیریں کشتی سے کوئی پچاس فٹ دور تھی۔ اس نے ریت پر بڑا لڑیا بچھایا اور تولیے پر بیٹھ رکھ کے بافتا انداز سے سمندر میں آنرنگی۔ پچاس فٹ کے فاصلے سے وہ بالکل برہنہ نظر آ رہی تھی۔ پھر اس کا دمکتا ہوا بدن موجوں میں گم ہو گیا۔ پال نے سکون کی سانس لی۔

شیریں بہت اچھی پیرا کی تھی۔ کچھ دودھک اس کے سر سے بال کھی پانی کے باہر کھی پانی کے اندر نظر آتے سب سے بھر وہ غائب ہو گئی اور خامی دیر بعد واپس آئی۔ وہ پانی سے باہر نکل تو اس کا بھیا بولین و صحت میں چمک رہا تھا جیسے جل پڑی خشکی پر آگئی ہو۔ وہ ریت پر آہستہ آہستہ چلتی ہوئی اور گیسے بال بھاؤتی ہوئی تولیے تک پہنچی اور ایک گروٹائی کے لے کے بیٹھ گئی۔ پال کو اچانک احساس ہوا کہ اس کے چاروں دوستوں کی نظریں شیریں پر مچی ہوئی ہیں۔ فضا میں برقی دودھ ڈھلنے لگی پھر سمندری ہوا ایک بار گلی جھلکی ہو گئی۔ اس کے دوستوں کو غالباً اپنی غلطی کا احساس ہو گیا تھا۔ ایک دوست اور ایک میزبان کی بیوی کو اس طرح گھونٹنا سخت غیر اخلاقی بات ہے۔ انھوں نے شیریں کی طرف سے نظریں پھیر لیں اور دوبارہ کام میں منہمک ہو گئے۔

پال کا موڈ خراب ہو گیا۔ اسے وہ رہ کر اپنے دوستوں اور شیریں پر غصہ آ رہا تھا۔ غصے میں خوف کا عنصر بھی شامل تھا۔ اسے گھٹے بھہ اس نے اپنی بیوی کو تو لیا میٹ کے گھر کی جانب چلے گئے دیکھا اس نے شیریں کی طرف ہشت کر لیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کے دوستوں نے



بھی اس کی تقلید میں شیر کی طرف سے رخ موڑ لیا ہے لیکن پال کے غصے اور خوف میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔ وہ ہتھوڑے اور کیلوں سے لکڑی پر غصہ آٹنے لگا۔ اس کے دوست بھی شیر کی نظر انداز کر کے پوری توجہ سے اپنے اپنے کام میں محو ہو گئے۔ پانچ دس منٹ تک نذر و شور سے کام ہوتا رہا۔ پال نے پلٹ کر دیکھا۔ ساحل شیر سے غورم ہو گیا تھا۔ شیر مکان میں داخل ہو چکی تھی۔

پانچ بجے کے بعد موسم قدسے ٹھنڈا ہو گیا۔ کرفوں میں پہلے جیسی جیھن باقی نہیں رہی۔ اس کے دوستوں نے اوزار رکھ دیے اور مندر میں پیرا کی کرنے لگے۔ پال نے اپنے مہمانوں کے ساتھ پیرا کی نہیں کی بلکہ گھر آ گیا۔ شیر رات کے کھانے کی تیاری کر رہی تھی۔ وہ ایک بلی فراک پہنے ہوئے تھی۔ فلاک میں آئینے نہیں تھے۔ پال نے ٹھنڈے پانی سے غسل کیا۔ غسل اور شیر کی فراک نے اس کے غصے اور خوف میں خاصی کمی کر دی۔ وہ خود کو بلڈ پائرمیڈار ہا تھا۔ اس کا غصہ اور خوف بے بنیاد ہے۔ اس کے دوستوں نے پہلے ہی کئی بار شیر کی پیرا کی کے لباس میں دیکھا ہے اور اس کے ساتھ پیرا کی کی بھی ہے اور ایک دوسرے پر جھگ اٹھانے کا کھیل بھی کھیلا ہے۔ آج تو کچھ بھی نہیں ہوا۔ شیر تنہا پیرا کی کر رہی تھی۔ پھر آج اس کا ذہن اس قدر منتشر کیوں ہے؟ کیا آج کوئی خاص بات ہو گئی ہے؟ اگر اس کے ذہنی انتشار کی کوئی خاص وجہ ہے تو اس وجہ کا ذقے طرکون ہے؟ وہ خود؟ شیر؟ یا اس کے دوست؟

سوج غروب ہونے سے کچھ پہلے اس کے دوست واپس آ گئے۔ شیر نے حمل کے مطابق انھیں مدد دھکی پیش کی۔ سوج غروب ہونے کا منظر بہت دل فریب تھا۔ ہوا میں خشکی آگئی تھی اور پال کے سب دوست جھکٹ پھٹے ہوئے تھے۔ شیر اپنے برہنہ ٹانگوں میں ان کے درمیان بہت جھین لگا رہی تھی۔ رنگوں کا استخراج غضب ڈھا رہا تھا۔ پال نے یہ خیالات فزاذہن سے نکال دیے۔

میکس نے گویا خود کو مخاطب کیا۔ ہم یہ کشتی کبھی تیار نہیں کر سکیں گے۔ جم مزینٹ اور ٹونی کو گفتگو کے لیے موضوع مل گیا مگر پال میکس کے سوال پر خود کرتے لگا۔ کیا میکس کے ممبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا ہے؟ اس قدر بے چین کیوں ہے؟ اسے کس بات کی محبت ہے؟ پھر اسے خود پر غصہ آٹنے لگا۔ آخر وہ ان خیالات سے کب نجات حاصل کرے گا؟ میکس کہہ رہا تھا۔ دوستو! میں بیزار بنانے کے واسطے میں کام کرتا ہوں۔ جلا کام قدر و قدر تک پھیلا ہوا ہے۔ کسی وقت بھی میرا تار و پود ہوتا ہے۔ سب کو فائدہ پہنچتا ہوں اور ادرہ میل تباط کس بڑا سیل دور ہو گیا تو یہ کبھی کسی نے نہیں ہوگا۔ میں اپنی محنت کا پل کسی نہ جکھ سکوں گا۔ آٹھ منٹ تک انھوں نے دھکی کے تین تین جام پی لیے۔

شیر نے نیر پے کھانا لگایا۔ کھانے کی خوشبو نے انھیں بے چین کر دیا۔ وہ کھانے پر ٹوٹ پڑے۔ دن بھر کی مشقت نے ان کی جھوک چڑھادی تھی۔ کھانا کھاتے وقت وہ کشتی اور مندر کی گفتگو کرتے رہے۔ پھر جیسے جیسے ان کے پیٹ بھرتے گئے، گفتگو کا زور دونا گیا۔ یہاں تک کہ کھانے کے ختام پر سب خاموش ہو گئے۔ پال نے میزبان کی حیثیت سے سکوت توڑنا اپنا فرض سمجھا مگر حامل بو جھل ہو گیا تھا۔ سب لوگ اس طرح چپ چاپ تھے جیسے دن بھر کے واقعات پر غور کر رہے ہوں۔

پال لائبریری سے اچانک اپنا ریلو الے آیا۔ دوستو! یہ ہے میرا کھانا۔ یہ ایک پرائیوٹ کواٹریلر ہے۔ میں نے اس کی خوب معافی کر لی ہے اور کارٹوں بھی خرید لیے ہیں۔ اس نے ریلو اور کھول کے چیمبر میں کادوس ڈالے۔ آپ کو اس کی کیا ضرورت ہے؟ ٹونی نے پال سے پوچھا۔ کیا نشانے کی مشق کرنی ہے؟

شیر نے پہلی بار گفتگو میں حصہ لیا۔ میرے شوہر زہنی طور پر اب بھی بچتے ہیں۔ انھیں ہسپتال اور کشتیاں بہت پسند ہیں۔

اس لحاظ سے تو ہم سب بچتے ہوئے۔ تھریپٹ نے اقرار کیا۔ کشتیاں ہم سب پسند کرتے ہیں۔

کشتیوں کی حد تک مجھے بھی اتفاق ہے لیکن میں ہسپتال غیر قطع پسند نہیں کرتا۔ میکس نے اختلاف کیا۔ پال! یہ کھانا کسی محفوظ جگہ رکھ دو۔ بھرے ہوئے ریلو الے سے کھینا خطرناک ہوتا ہے۔

پال اس تنبیہ پر مسکرایا۔ دوستو! اس نے بے پروا کیس کیا کر رہا ہے؟ یہ پال سے ہفتے بیزائوں سے کھینتا ہے لیکن ریلو الے سے ڈرتا ہے۔ وہ مونے پر جھپٹے کے بھرے ہوئے ریلو الے سے کھینٹے لگا۔

کمرے پر سکوت طاری ہو گیا۔ وہ سب پال کو عجیب نظروں سے نگاہ دے رہے تھے۔ پال خود بھی اپنا موڈ سمجھنے سے قاصر تھا۔ اسے شاید اپنے مکان میں دوستوں کی موجودی ناگوار محسوس ہو رہی تھی۔ شاید وہ زیادہ میل جول رکھنے سے اکتا گیا تھا یا شاید فیروز کا شیر کی گڑھوٹا اسے ناگوار تھا۔ اس نے حامل کا بو جھل پن دور کرنے کے لیے سب کو دھکی کی دعوت دی لیکن کسی نے اس کی دعوت قبول نہیں کی۔ پال کہہ تو دیں پر پل پڑ گئے۔ وہ تنہا دھکی پھینٹے لگا اور تلے اوپر تین جام پی گیا۔ وہ سب خاموشی سے اسے گھر رہے تھے۔ پال نے سوچا، شاید یہ رگ جیسے ریلو الے سے خوف زدہ ہیں۔ کئی انھیں غصہ

پال نے مل کے جواب دیا: تنہائی ملنے ہی اُن میں سے ہر ایک تم پر ٹوٹ پڑے گا اور تمہاری بڑی بڑی لڑائی لے گا۔ میں کشتی کی تعمیر مکمل دلاں گا۔ اب ہم کشتی نہیں بنائیں گے۔ اب ان میں سے کوئی یہاں نہیں آئے گا۔

شیری ایک جھٹکے سے اٹھی اور کمرے سے جانے لگی۔ مجھے باؤچی خدا صاف کرنا ہے۔ وہ دروازے سے باہر نکل گئی۔

پال کمرے میں تنہا رہ گیا۔ اُس کے ذہن میں تمام خیالات گڑبڑ ہو گئے۔ اُس نے سوچا کہ یا تو وہ وہیم کا شکار ہے یا نادانستگی میں حقیقت سے واقف ہو گیا ہے۔ دونوں میں سے کون سی بات صحیح ہے یہ جاننے کا اُس کے پاس کوئی ذریعہ نہیں تھا۔ اُس نے گلاس دھسکی سے بھرا اور بڑے بڑے گھونٹ لینے لگا۔ مکان پر سکوت طاری تھا۔ ٹونی اور مرچنٹ باہر تھے۔ ڈاکٹر جم فکس نے اب تک سوچا ہوا اور میکس فائلوں میں غرق ہو گا۔ پال نے سوچا کہ کیوں نہ وہ باؤچی خانے چل کے شیری کا ہاتھ بٹائے لیکن پھر اُس نے یہ خیال مسترد کر دیا۔ اس اقدام سے شیری یہ نتیجہ اخذ کرے گی کہ پال اپنے طرز عمل پر مشرکہ ہے اور معافی مانگنے کا موقع تلاش کر رہا ہے یا اپنے دل آزار رویے کی تلافی کر رہا ہے۔ اُس نے دوبارہ گلاس بھرا اور چکیاں لینے لگا۔ کوئی آدمی گھنٹے بعد وہ اپنی نشست سے کھڑا ہو گیا۔ اُس کی ناگاہک میں سی اٹھی۔ یہ ناگاہک دوسری جنگ عظیم میں زخمی ہو گئی تھی۔ آج اُس نے بہت کام کیا تھا اور نہایت محنت سے کیا تھا۔ لعنت ہو کشتی پر۔ اُسی کی وجہ سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ چند لمحوں بعد دروازے کی قندار میں کسی ہو گئی۔ پال ٹکڑا ہوا اپنی لائبریری کی طرف بڑھا جب وہ وہاں یا پریشان ہوتا تھا تو اُسے لائبریری میں پناہ ملتی تھی۔ وہاں ایسی بہت سی چیزیں موجود تھیں جنہیں دیکھ کے اُسے سکون حال ہوتا تھا۔ اُس کے ہینڈل کا ذخیرہ، تصویروں کے البم، قاتی خطوط اور دوسری ذاتی چیزیں۔ ان چیزوں کی ملکیت میں اُس نے شیری کو بھی شریک نہیں کیا تھا۔

لائبریری میں داخل ہونے کے پال نے دروازہ بند کر لیا اور بند دروازے سے ہٹ کر سوتلے لگا۔ اُس نے جی نہیں بولا تھا تھا کیونکہ وہ مکمل تنہائی چاہتا تھا۔ ایک خیال سرمت سے اُس کے ذہن میں ابھرا۔ اگر وہ اس قدر تنہائی پسند ہے تو اُس نے شادی کیوں کی؟ پھر فدا اُسے ایک اور خیال آیا۔ یہ معلوم ہے خیال بخیرہ اند منطقی تھا یا ایک بے تاب ذہن کی پیداوار؟ اُس نے سوچا کہ کیا وہ طرف اور برداشت سے زیادہ شراب پی گیا ہے؟ وہ مادی شربانی نہیں تھا۔ اُسے یہ احساں کرنا پڑا کہ اُس نے کچھ گراں غمیں کر رہا ہے۔ اُسے تاریکی بھی متحرک محسوس ہو رہی تھی۔ اندھیل اپنی صورت تبدیل کر رہا تھا پھر تاریکی ایک جگہ سمٹ کے لہر گری ہو گئی۔ منجھٹا ہوا بجلی ہوئی۔ تاریکی سے علیحدہ نظر آ رہی تھی۔ پال نے آنکھیں دھجھکیں پھر چند

ہونے کی کیا ضرورت ہے؟ کیا ان کے فیہر مجرم ہیں؟ اُس نے باری باری انہیں دیکھا۔ تم لوگ میرا ساتھ کیوں نہیں دیتے؟ کیا تم اس امر سے خوف زدہ ہو کر زیادہ شراب پی کر اپنے اعصاب نہیں منبھال سکو گے اور بے قابو ہو کے میری بیوی کا بوسہ لینے کی کوشش کرو گے؟ یہ سوال اُس نے ٹونی کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کیا تھا مالاں کہ یہ سوال خاص طور پر ٹونی کے لیے نہیں تھا۔ مرٹ اُسی سے یہ سوال کرنے کی کوئی خاص وجہ بھی نہیں تھی۔ بڑا دل آج کا دن دوسرے تمام دنوں سے بہت مختلف تھا۔ ممکن ہے اس کا سبب یہ ہو کہ پال کے اندر مدت سے لاوا پاک رہا تھا لاوا اگر باہر نہ نکل سکے تو ایک روز دھماکے کے ساتھ پھٹتا ہے۔

ٹونی شرمسار ہو گیا تھا۔ وہ نظریں جھٹکے ہوئے خاموش بیٹھا رہا۔ ڈاکٹر جم ایک سخت کھڑا ہوئے پال کے قریب آیا۔ اُس نے پال کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔ میرے دوست! بس کرو۔ زیادہ اُبلنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آج دھوپ بہت تیز تھی اور تم سارا دن دھوپ میں بیٹھے ہو۔ ٹھنڈے پانی سے غسل کر کے سو جاؤ، طبیعت ٹھیک ہو جائے گی مجھے بھی بہت تھکن محسوس ہو رہی ہے۔ میں اپنی خواب گاہ میں جا رہا ہوں۔ شب بخیر دوستو! ڈاکٹر جم نے ایک جابھی لی اور مرٹ کے کمرے سے نکل گیا۔ میکس مرچنٹ اور ٹونی بھی کھڑے ہو گئے۔ ٹونی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا کہ وہ کشتی کا معائنہ کرنے جا رہا ہے۔ مرچنٹ نے کہا کہ وہ براخوری کیلے پہاڑی کی طرف جا رہا ہے۔ پہاڑی کشتی کے مخالف سمت میں تھی۔ میکس نے کہا کہ اُسے چند ضروری فائلیں دیکھنی ہیں، فائلیں وہ اپنے ساتھ لایا تھا۔ اُن میں سے کوئی بھی اپنے دوست اور میزبان سے شیری کے نازک مسئلے پر گفتگو کرنا نہیں چاہتا تھا۔ وہ کمرے سے نکل گئے۔ اب وہاں پال ادا اُس کی بیوی کے سوا کوئی نہیں تھا۔ پال شیری کو گھونٹنے لگا۔ شیری کا چہرہ اُسے دھندلا دھندلا نظر آ رہا تھا۔ پال نے بات محسوس کی کہ شیری محنت مارا ہے۔ اس بات کی تصدیق بھی فدا ہو گئی۔ شیری نے غصے سے پوچھا: یہ کس قسم کا مذاق تھا؟

”کیا تم یہ سمجھتی ہو کہ میرے دوست تم سے معاف کرنے کی کوشش نہیں کریں گے؟“ پال نے ممانعت کے لیے یہ کہا۔

”آج تک کسی نے اسی کوشش نہیں کی ہے۔“

”اُس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ آئندہ بھی کوشش نہیں کریں گے یا انہیں اس سے معاف کرنے کی خواہش نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں تم اسی حرکتیں کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ کیا آج ہر ایک کرنا ضروری تھا؟ کیا یہ ضرورت کم کسی دوسرے دن پہلا نہیں کر سکتی تھیں؟ میں اب یہ حرکتیں زیادہ برداشت نہیں کر سکتا اگر آج سہ پہر اُن لوگوں کی نظریں ہمیں مائل ہو جاتا۔“

”کیا انا ہارہ ہو جاؤں؟“ شیری نے تیزی سے پوچھا۔

منع کیا تھا کہ والد سے نہ کیلوا اخبارات میں آئے دن ایسے حادثات
چھپتے رہتے ہیں۔

پال کو اس محلے سے آگ لگ گئی۔ میکس یہ سمجھ رہا تھا کہ پال نے خوشی
کی بجائے آٹا کا گولی بل گئی ہے اور پال خود نشانہ بن گیا ہے۔ پال میکس کی
یہ غلط فہمی فوراً دور کرنا چاہتا تھا۔ اُس نے بلنے کی کوشش کی تو یہ محسوس کر کے
بہت متعجب ہوا کہ وہ آسانی سے بول سکتا ہے اور شراب کا اثر بھی نازل ہو چکا
ہے۔ اُس کا ذہن منطقی انداز میں سوچنے سمجھنے کے قابل تھا۔ اُس نے آہستہ
سے کہا: ”یہ حادثہ نہیں تھا بلکہ کسی نے مجھے قتل کرنے کی کوشش کی تھی۔“
ڈاکٹر جم کا چہرہ ہلکا ہوا گیا۔ ”یہ کیا کہہ رہے ہو پال؟“

”یہ حادثہ نہیں تھا کسی نے مجھے قتل کرنے کی کوشش کی تھی۔“
پال نے ٹھیک ٹھیک کے پورا واقعہ بیان کیا۔ چند لمحوں کے لیے گرا سکوت چھا گیا
پھر سب لوگ اچانک ایک دوسرے سے باتیں کرنے لگے۔ وہ واردات کے
منتقل قیاس آرائیاں کر رہے تھے۔ اُس کے چاروں دوست لائبریری میں
موجود تھے۔ وہ اُن سب کے چہرے تو نہیں دیکھ سکتا تھا لیکن اُس نے
اُن کی آوازیں پہچان لی تھیں۔ اُس نے سوچا، گویا ٹونی اور مرچنٹ ہوا
خودی سے واپس آگئے ہیں، جم میکس اور شیریں پہلے سے مکان میں موجود
تھے۔ اُس نے پہلی بار خود کیا کہ ڈاکٹر جم شب بخوابی کے لباس میں ہے۔ اب
اُس کا آنکھیں کھلیں کام کرنے لگی تھیں۔ اُس نے اپنی بیوی کے تھکے اور
پریشان چہرے پر نظر جمادیں۔ شیریں کی خوب صورت آنکھیں میں آنسو
تیر رہے تھے۔ وہ ٹیگین تھی۔ صاف ظاہر ہوا تھا کہ وہ پھوٹ پھوٹ کر
رہا چاہتی ہے مگر بڑی مشکل سے خود پر قابو پانے ہوئے ہے۔ پھر اُسے
احساس ہوا کہ شیریں اُس کا ہاتھ تھامے ہوئے ہے۔ اُس کی گرفت مضبوط اور
سکون بخش تھی۔ پال سوچنے لگا، کیا شیریں کو معلوم ہے کہ اس واردات کی
محرک وہی ہے؟ حملہ آور مجھے ہلاک کر کے شیریں کو قتل کرنا چاہتا تھا۔
میری موت سے حملہ آور ایک ہی نامزدہ حال کر سکتا تھا اور کوئی اتفاق نہیں
ہے کہ حملہ آور نے حملے کے لیے آج کی رات منتخب کی۔

جم کہہ رہا تھا: یقیناً وہ کوئی چور تھا۔ لیکن اب پریشان ہونے کی ضرورت
نہیں ہے پال! میں نے اسپتال فون کر دیا ہے وہاں سے ایملیوس
ہو چکی ہے۔ ہم فکر نہ کرو۔ نرم خطرناک صورت ہے لیکن اسپتال پہنچ کے سب
کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔

پال کو زخم کے سلسلے میں کوئی تفریق نہیں تھی کیونکہ وہ صرف اپنی
توت اور دی پر زور دے سکتا تھا۔ کیا کمرے میں ایسی شہادتیں موجود ہیں کہ
واردات محض چوری کی واردات معلوم ہو؟ اُس نے مضبوطی سے ہواں کیا۔
ڈاکٹر جم نے سرگھما کے کھڑکی کی طرف دیکھا۔ کھڑکی بند تھی اور اُس
کے شیشے سالم تھے۔ نہیں پال لیکن.....

لمحوں بعد اُس نے آنکھیں کھولیں تو منہ تار کی کا میلا اُس کے سر پر پہنچ
گیا اور منہ ایک ہاتھ تیر کی طرح اُس کی طرف بڑھا اور ایک دم اُس کے
منہ پر جم گیا۔ پال کا سر دروازے کے ساتھ لگ گیا۔ وہ ہاتھ کھینوں کا اپنی
کپڑے کی آستین میں چھپا ہوا تھا۔ پال کے حلق پر دباؤ بڑھ رہا تھا۔
اچانک اُس کے تمام حواس بیدار ہو گئے لیکن اُس کا جسم اس صورت حال کا
متبادل نہیں کر سکا۔ اُس نے منہ کھول کر حملہ آور کے ہاتھ میں دانت گاڑنے
کی کوشش کی۔ تاکہ حلق سے دباؤ ختم ہو جائے لیکن اُس کے دانت حملہ آور
کے ہاتھ تک نہیں پہنچ سکے، پال صرف اُس کی اوئی آستین چبا کر رہ گیا۔
اُس نے اپنے بھیچر دس میں آگ سی محسوس کی۔ اُسے احساس ہو گیا کہ قوت
بہت کم رہ گیا ہے۔ یہ احساس ہوتے ہی وہ اپنا بائیں ہاتھ اوپر اٹھانے
میں کامیاب ہو گیا۔ اُس نے پوری قوت سے حملہ آور کا ہاتھ ہٹانے کی کوشش
کی مگر اُسے اعزازہ ہوا کہ موجودہ حالت میں وہ حملہ آور کا ہاتھ نہیں ہٹا سکتا۔
حملہ آور نے اُس کا دایاں ہاتھ موڑنا شروع کر دیا۔ پال سمجھ گیا کہ حملہ آور اُس
سے دیر اور چھیننا چاہتا ہے۔ چند لمحوں بعد پال کو احساس ہوا کہ حملہ آور اُس
سے دیر اور چھیننا نہیں چاہتا تھا بلکہ اُس کا ہاتھ موڑ کے دیر اور کا منہ تبدیل
کرنا چاہتا تھا اور اُس کی کوشش میں وہ کامیاب ہو چکا ہے۔ پال کے کانوں
میں ایک دھماکا ہوا، گرم گرم گچھلا ہوا سیدھا اُس کی جلد چھاڑتا ہوا سینے میں
داخل ہو گیا۔ اُس نے خود کو نیچے گرتا ہوا محسوس کیا۔

پال مزاحمت چاہتا تھا۔ اُس نے تیرہ کر لیا تھا کہ حملہ آور کو شکست
دے کے لے گا اور صرف اپنی قوت اور دی پر زور دے گا۔ اُس نے ایک
پہلے بھی موت کو شکست دی تھی۔ اُس کے جسم میں پہلے بھی لے رہے
کے محسوسے داخل ہوئے تھے لیکن وہ زندہ تھا۔ وہ موت کو دوبارہ شکست
دے گا۔

کچھ دیر بعد پال کے پکڑنے والے واپس آئے۔ اُس نے کہا: ”اب ہر کی دنیا سے
اُس کا رابطہ بحال ہو رہا تھا۔ اُس کے کانوں میں مختلف آوازیں آرہی تھیں
اور آنکھیں روشنی کو دیکھنے لگی تھیں۔ وہ اپنی لائبریری میں فرش پر پڑا
ہوا تھا۔ اُس کا جسم ہلانے کی کوشش نہیں کی گئی تھی۔ گولی کی آواز دھڑکن
نے بھی سن لی تھی اور لائبریری میں پہنچ گئے تھے۔ آہستہ آہستہ پال کی نظریں
ٹھہرنے لگیں۔ اُس پر دو چہرے بھجے ہوئے تھے۔ اُن کے نقوش واضح ہونے
لگے۔ ایک چہرہ اُس کی بیوی شیریں کا تھا، دوسرا چہرہ ڈاکٹر جم کا۔ پال نے ڈاکٹر
جم کی آواز سنی۔ تم میری آواز سن رہے ہو پال؟ سن رہے ہو؟ میں جم
ہوں۔ پال نے آہستہ سے انہات میں سر ہلایا۔

پھر ایک دوسری آواز ابھری۔ بولنے والے کا چہرہ پال کے سامنے
نہیں تھا لیکن اُسے یقین تھا کہ یہ آواز میکس کی ہے۔ میں نے پہلے ہی

ہوئے دھاگوں کے متعلق کہا: ”یہ بہت چھوٹے اور گیلے ہیں لیکن تیز رفتاری میں غور سے دیکھیے۔ ان کا رنگ چمک دار آسمانی ہے اور یہاں کسی کی جیکٹ کا رنگ آسمانی نہیں ہے۔“

ڈاکٹر جم پال پر جھک گیا: ”تم نے سنا پال! یہاں کسی شخص کی جیکٹ چمک دار آسمانی نہیں ہے اس لیے کم از کم ہم میں سے کوئی تمہارا مجرم نہیں ہے۔ یہ صرف ابتدائی تفتیش ہے۔ اس سے تمہارا لپٹا ہو گیا ہوگا۔ باقی کام پولیس کرے گی اس لیے تم اپنا ذہن مت الجھاؤ۔ تمہیں آرام کی ضرورت ہے۔“

”یہ سازش ہے، میرے خلاف ایک سازش ہے۔“ پال نے زور سے کہنا شروع کیا: ”میں سب اس سازش میں شریک ہو گیا ہوں۔“

ڈاکٹر جم نے دوسروں کو مخاطب کیا: ”اسے کسی خواب اور اور سکون بخش دوا کی ضرورت ہے۔ اگر اسے آرام نہ ملا تو یہ مر جائے گا۔ جذباتی بیجان اسے ختم کر دے گا۔ پتہ نہیں، البتہ بولس کہاں رہ گئی، اب تک اسے آجاتا چاہیے تھا۔“

شیری برابر پال کا ہاتھ تھامے ہوئے اس کے قریب بیٹھی تھی۔ پال نے چہرہ موڑ کے بتی نظروں سے اسے دیکھا: ”انہیں جانے دینا شیری! یہ سب اس سازش میں شریک ہیں، یہ مجھے انجیکشن لگا کے بے ہوش کر دیں گے اور ہر شہادت ضائع کر دیں گے۔ انہیں میرے۔“

”شش۔ تمہیں آرام کی ضرورت ہے۔ ڈاکٹر جم تمہارے دوست ہونے کے علاوہ ایک ذمے دار معالج بھی ہیں۔ یہ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ تم خاموش ہو جاؤ، تمہیں سکون کی ضرورت ہے۔“

”میں تمہیں بتا رہا ہوں شیری! یہ لوگ ہر شہادت ضائع کر دیں گے۔ اگر شہادتیں ضائع ہو گئیں تو۔۔۔۔۔۔“

”پلیز پال!“

اچانک کسی نے کہا: ”تمہارے پاس بھی تو ایک جیکٹ تھی پال! تمہاری جیکٹ کہاں ہے؟ نقابہ کی وجہ سے پال یہ آواز نہیں پہچان سکا۔ چند لمحوں بعد اس نے دوبارہ ہی آواز سنی۔ یہ میکس کی آواز تھی۔“

”تمہاری نیلی جیکٹ کہاں ہے پال؟“

پال ذہنی انتشار کا شکار تھا۔ وہ اس سوال کی اہمیت نہیں سمجھ سکا: ”ہیں ہے، الماری میں۔“ اس نے جواب دیا۔

سکوت میں ایک چاپ اُبھری۔ میکس الماری کی طرف اشارہ کیا: ”تمہارے الماری کا دروازہ کھلا اور اس سیکٹر بعد چاپ واپس آئی۔ ہر شخص سانس روکے ہوئے تھا: ”یہ دھلگے پال ہی کی جیکٹ ہے۔“

مطابقت رکھتے ہیں۔ میکس کی آواز گونجی: ”جم! تم مجھ سے اتفاق کرنا“

”مگر میں صبر نہیں کر سکتا میکس! پال کا ذہن پوری طرح بیدار تھا۔ اسے واردات کی معمولی سے معمولی تفصیل یاد آرہی تھی اور پہلے جواباتیں غیر متعلق محسوس ہوتی تھیں اب وہ ایک ہی زنجیر کی گڑیاں معلوم ہو رہی تھیں۔ اس نے کہا: ”میرے پاس ایک شہادت موجود ہے، اس کی مدد سے مجرم شناخت کیا جاسکتا ہے۔“

”وہ کیا؟“ میکس کی آنکھیں چمکنے لگیں۔

”مجرم ادنیٰ کوٹ پہنے ہوئے تھا۔ میں نے اس کے ہاتھ پر کاٹنے کی کوشش کی تھی مگر صرف آستین میں اس کی۔ آستین کے چند دھاگے اب بھی میرے منہ میں ہیں۔“ اس نے منہ کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

”ٹھہرو!“ ڈاکٹر جم جلدی سے بولا: ”انگلیوں سے دھلگے نکالنے کی کوشش نہ کرنا۔ ممکن ہے، اس طرح شہادت ضائع ہو جائے میرے سوٹ کیس میں جراحی کے آلات موجود ہیں، میں ان کی مدد سے دھلگے نکالوں گا۔ براہ کرم کوئی صاحب میرا سوٹ کیس اٹھا لائیں۔“

کوئی شخص باہر چلا گیا۔ اس دوران میں مکمل سکوت رہا۔ پال کو یقین ہو گیا کہ ہر شخص پر دھاگوں کی اہمیت واضح ہو گئی ہے اور یہ لوگ سمجھ گئے ہیں دھاگے جس شخص کی جیکٹ سے مطابقت رکھتے ہوں گے وہی مجرم کہلائے گا۔ آلات آگئے۔ ڈاکٹر جم نے ایک تازک اور زار نکالا اور پال کو منہ کھولنے کی ہدایت کی۔ پال نے منہ کھول دیا۔ جم نے اس کے نچلے دانتوں سے چند ریشے کھینچے اور روشنی میں انہیں دیکھنے لگا۔ ہاں یہ دھلگے ہی ہیں۔“

میکس نے کہا: ”میرے علاوہ مرچنٹ اور ٹونی اپنی اپنی جیکٹس پہنے ہوئے ہیں لیکن تمہاری جیکٹ کہاں ہے ڈاکٹر؟“

”میرے کمرے میں۔“

”کیا میں لے آؤں؟“

”ضرور!“ ڈاکٹر جم نے اثبات میں سر ہلایا۔ میکس کمرے سے نکل گیا۔ سب اس کی واپسی کا انتظار کرنے لگے۔ پال خود کسی پر الزام نہیں لگانا چاہتا تھا۔ ان میں سے کوئی بھی مجرم ہو سکتا تھا۔ واردات کے وقت ٹونی اور مرچنٹ ہوا خوری کے لیے گئے ہوئے تھے لیکن وہ ٹانف سمٹوں میں گئے تھے اس لیے ہائے واردات سے ان کی غیر موجودگی ثابت نہیں کی جاسکتی تھی۔ دونوں میں سے کوئی بھی لائبریری میں چھپ سکتا تھا۔ ڈاکٹر جم اور میکس دو مختلف کمروں میں تھے اس لیے وہ بھی یہ ثابت نہیں کر سکتے تھے کہ وہ واقعی اپنے کمروں میں تھے ہر شخص کے لیے ممکن تھا کہ کسی کی نظر میں آئے بغیر یہاں چھپ جائے اور پال کا انتظار کئے۔

میکس ڈاکٹر جم کی جیکٹ لے آیا۔ ڈاکٹر جم نے پال کے منہ سے نکلے



”جسم نے جواب دیا۔“

”اس کا آخری مطلب ہوا تو ٹونی نے پہلی بار گفتگو میں حصہ لیا۔“

”اس کا مطلب یہ ہوا کہ مجرم پال پر حملہ کرتے وقت اسی کی جیکٹ پہنے ہوئے تھا۔“

”لیکن کیوں؟“

میکس نے کہا: ”میں اس سوال کا جواب نہیں دے سکتا۔ میں کوئی مزاح رساں نہیں ہوں۔ ممکن ہے، پال کسی غلط فہمی کا شکار ہو گیا ہو۔“

”اسی لمحے پال پر اس سوال کا جواب منکشف ہو گیا۔ اب اس کے لیے مجرم کو بے نقاب کرنا بے حداہمیت اختیار کر گیا تھا۔ اس کا ذہن مکمل ایک سوئی سے معاملے کے ہر پہلو پر غور کر رہا تھا۔ اس نے مجرم کو پہچان لیا تھا۔ مجرم نے مجھ پر حملہ کرنے کے لیے میرا ہی جیکٹ استعمال کیا تھا۔ اس نے دیکھے بھیجے میں کہا: ”اس حرکت سے مجرم کا مقصد یہ تھا کہ اگر وہ اپنے خاں دادے میں کامیاب نہ ہو سکے تو میں بھی اسے شناخت نہ کر سکوں۔ میرا خیال ہے کہ حملہ ہوتے وقت ہی مجھے اس بات کا احساس ہو گیا تھا کہ حملہ آور کوئی مرد نہیں بلکہ عورت ہے مگر اس مکان میں صرف ایک عورت تھی شیریں اور شیریں سے مجھے بے پناہ محبت ہے اس لیے میرے ذہن نے یہ حقیقت قبول کرنے سے انکار کر دیا اور تاریکی نے اس انکار میں میرے ذہن کی مدد کی۔ میری بیوی مجھے یہ یقین دلانا چاہتی تھی کہ حملہ آور کوئی مرد ہے اس لیے اس نے میری جیکٹ استعمال کی۔“

شیریں کی آنکھیں خوف سے پھیل گئیں۔ ”لیکن ڈارلنگ! میں کیوں نہیں ہلاک کرتی؟ مجھے اس سے کیا فائدہ ہوتا؟“

”بتاتا ہوں“ پال نے کہا ”میں نے اپنے دوستوں کے متعلق بہت غلط رائے قائم کی تھی۔ میں بہت شرمندہ ہوں اور ان سے معافی کا خواست گار ہوں۔ یہ واقعی میرے سچے اور غفلتوں دوست ہیں۔ لیکن بے شیریں! یہ تمہیں پسند کرتے ہوں لیکن یہ تم سے معاشقہ کرنے یا تمہیں فحش سے چھیننے کا خیال تک نہیں کر سکتے۔ غلطی سے میں نے اس بات پر غور نہیں کیا تھا کہ تم بھی کسی کی محبت میں گرفتار ہو سکتی ہو۔ مجھے پورا یقین ہے کہ تم ٹونی سے محبت کرتی ہو۔ تم ہنس ہنس کے اس کی درجنوں خوبصورت خوبواؤں کا ذکر کرتی تھیں۔ لیکن یہ، تمہاری ہنسی کھوکھلی ہوتی ہو۔ تم اسی کے لیے ہر اک کا لباس پہنتی تھیں، تم اسے اپنی طرف راغب کرنے کی کوششوں میں لگی رہیں لیکن ٹونی میلادوست ہے اس لیے تمہاری کوششیں کامیاب نہیں ہو سکیں پھر آج میرا دماغ خراب ہوا اور میں نے تم سے کہا کہ اب کبھی نہیں بنے گی۔ تم نے فوراً یہ نتیجہ اخذ کر لیا کہ آج کے بعد ٹونی یہاں کبھی نہیں آئے گا اور تم اس سے ہمیشہ

کے لیے محروم ہو جاؤ گی لہذا تم نے سوچا کہ اگر میں درمیان سے ہٹا دیا جاؤ تو تم آزاد ہو جاؤ گی اور میری ساری دولت تمہاری ملکیت ہو جائے گی۔ خوب ضرورت تو تم ہو ہی۔ میری موت کے بعد تم ایک سوگوار بیوہ بن جاؤ گی جسے ہمدردی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس طرح تم ٹونی کو اپنے سے قریب کر کے اسے اپنے حُسن کے جال میں گرفتار کر لیتیں۔ تمہارے بیوہ ہونے کے بعد ٹونی کا ضمیر بھی اپنے دوست کی بیوی سے محبت کرنے پر اسے ملامت نہ کرتا۔“

”پال! خاموش ہو جاؤ“ شیریں زور سے چنجی۔

”جسم! پال نے اپنی بیوی کو نظر انداز کرتے ہوئے جسم سے کہا: ”جہاں میں نے حملہ آور کے ہاتھ پر کاٹنے کی کوشش کی تھی تو میرے دانت اس کے گوشت سے پھسلے ہوئے آستین میں گڑے تھے۔ تم ذرا شیریں کا دایاں ہاتھ دیکھو، اس پر دانتوں کے نشان موجود ہوں گے۔“ پال کا اپنے دانتوں کے نشانات کی توقع نہیں تھی لیکن اگر شیریں واقعی مجرم ہے تو.....“ اس کا دایاں ہاتھ ذرا غور سے دیکھو جسم! جلد پر میرے دانتوں کے نشان ہوں گے۔“

”جسم! جسم نے شیریں کی طرف قدم بڑھائے۔ ”شیریں زور سے چنجی اور اچھل کر کھڑی ہو گئی۔ وہ باتیں ہاتھ سے اپنا دایاں ہاتھ چھپنے کی کوشش کر رہی تھی۔“

یہ ثبوت پال کے لیے کافی تھا۔ شیریں کچھ دیر تک ساکت ملامت کھڑی رہی مگر پھر خاموشی طاری تھی۔ پال نے سکوت توڑا: ”اب تم قتل کی واردات بن گئی ہے۔“

شیریں نے چونک کر اپنے شوہر کی طرف دیکھا پھر تیزی سے اس پر جھک گئی۔ ”جب تک تم زندہ ہو، یہ قتل کی واردات نہیں بن سکتی۔“

”لیکن اب میں مر جاؤں گا۔“ اس نے کہا۔ ”میں اب زندہ نہیں رہوں گا کیونکہ میرے پاس زندہ رہنے کے لیے کیا بچا ہے؟ اب میں کس کے لیے زندہ رہوں؟“